برکاتِ قدمُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اعجاز خیرُ البشر فی نقش البحر
رئیس التحریر مناظرِ اہلسنت شیخ الحدیث سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ
محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی بہاولپور
قطبِ مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی
www.true teaching com.
urdu service
0320 4027536
Data Printer: 2626300

پیش لفظ

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

بمقامے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

یارسول اللہ ﷺ جہاں پر آپ کے نعل پاک کے نقش کا نشان ہے وہاں اہلِ نظر عرصہ دراز تک سجدہ گزار رہتے ہیں۔

آنکھوں دیکھا حال ہے کہ صدیوں گزر جانے کے بعد جہاں بھی کہیں رسول ﷺ کی کوئی نشانی مل جاتی ہے عشاق سو جان قربان نظر آتے ہیں فقیر دمشق (شام) ۱۴۱۳ھ میں حاضر ہوا تو حضور اکرم ﷺ کے قدم پاک کی زیارت سے مشرف ہوا،، مسجد شریف کی محراب کے ساتھ نصب ہے ہر وقت زائرین کا تانتا بندھا ہوا ہے اور کمال یہ ہے کہ اس تمام علاقہ کا نام قدم شریف بلکہ ریلوے اسٹیشن کا نام بھی قدم شریف ہے اس کا عکس و مختصر حال فقیر کے سفر نامہ شام و عراق میں پڑھیے اور اس رسالہ کے آخر میں بھی اس کا ذکر خیر آگیا ہے افسوس ہے کہ اسلام کا دم بھرنے والے قدم شریف کے متعلق کئی قسم کے شبہات ڈالتے ہیں فقیر نے قدم مبارک کے معجزات اور اس کی مختصر تاریخ و تحقیق اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل یہ رسالہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی حبیبہ الکریم

مدینے کا بھکاری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۳ شوال ۱۴۲۰ھ بہاولپور پاکستان ۳۱ جنوری ۲۰۰۰ء

(مقدمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الملک العزیز الغفار، الذی من علینا سید السادات والا خیار، والصلوۃ والسلام علی حبیبہ النبی المختار، وعلی آلہ الاطہار، واصحابہ الاصغار والکبار من المھاجرین والانصار

امابعد! محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ ملتمس ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبُ" قرآنی فیصلہ ہے اور حدیث پاک میں ہے۔ لا یومن احدکم حتی اکون الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین (بخاری و مسلم) کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس سعادتِ اعظمیٰ کے حصول میں لااعتنائی نہ ہو کیونکہ محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ محبوب کی ہر منسوب الیہ شے محبوب ہو، چنانچہ قرآن پاک کی نصوص مقدسہ " لا اقسم بھذا البلد النح اور والعصر ان الانسان لفی خسر" اور ولعمرك انهم لفی سکرتھم "اور" والعادیات ضبحافالموریات قدحا میں ارشادو تلمیحات سے وضاحت ہوئی ہے۔

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی "بابی انت وامی یارسول اللّٰہ قد بلغ من فضیلتک عنداللّٰہ تعالیٰ ان اقسم بحیاتک دون سائرالانبیاء ولقد بلغ من فضیلتک عندہ ان اقسم بتراب قد میک فقال لا اقسم بھذا البلد" (نسیم الریاض شرح الشفاء القاضی عیاض ص ۱۹۲ جلد ۱ والمواھب الدنیا)

دیکھئے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیسا پیارا جملہ ہے یعنی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میرا باپ، میری ماں قربان ہوں تحقیق مجھے آپ کی فضیلت کا علم ہوا، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کی قسم یاد فرمائی ہے نہ کہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضیلت بخشی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدموں کی خاک کی قسم یاد فرمائی ہے اور اس کا استدلال فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کی آیت "لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد" اسی شہر کی قسم ہے اور آپ اس میں مقیم ہیں۔

طرزِ استدلال

آیت سے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرز استدلال وہی ہے جو ہم اہلسنت کو وراثت میں نصیب ہوا ہے کہ قسم تو ہے شہر کی لیکن فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے عموم کا استدلال کر کے واضح فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کی ہر منسوب الیہ سے پیار و محبت کا اظہار فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ جس طرح خود حضور سرور عالم ﷺ کی ذات کی گستاخی تباہی اور بربادی کا موجب ہے، ایسے ہی آپ کی ہر منسوب الیہ کی بے ادبی بربادی کا سبب ہے اور جیسے آپ کی ذات سے محبت و پیار نجات اور سعادت مندی ہے ایسے ہی آپ سے منسوب ہونے والی ہر شے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، چنانچہ اس راز کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہی سمجھا اور بس چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

صحابہ کرام کی پیاری ادا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کے بال کاٹ رہا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرداگرد حلقہ باندھے تمنا کر رہے تھے کہ حضور ﷺ کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آجائے۔ (رواہ بخاری)

اسلع بن شریک کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر میں کجاوہ باندھا کرتا تھا ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے کوچ کا ارادہ کیا اس وقت مجھے تردد ہوا کہ اگر سرد پانی سے غسل کرتا ہوں تو مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے، اور یہ بھی گوارا نہیں کہ ایسی حالت میں خاص سواری مبارک کا کجاوہ اونٹنی پر باندھوں مجبوراً ایک انصاری شخص کو کہہ دیا کہ وہ کجاوہ باندھیں پھر میں نے چند پتھر رکھ کر پانی گرم کیا اور غسل کر کے آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ سے جا ملا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اسلع! میں تمہارے کجاوے میں کچھ فرق پاتا ہوں، میں نے عرض کیا میں نے نہیں باندھا ہے، آپ نے فرمایا کیوں؟ عرض کیا کہ اس وقت مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور سرد پانی میں نہانے سے جان کا خوف تھا، اس لیے ایک انصاری کو کہہ دیا اسلع کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ آیتِ نازل ہوئی۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ الخ

غور کیجیے، حضرت اسلع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتہائی ادب و احترام تھا کہ جس کجاوہ میں آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے تھی اس لکڑی کو بھی ناپاکی میں ہاتھ لگانا گوارا

نہ کیا۔

حضرتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب

عن عثمان قال لقدا اختباب عنداللّٰہ عشرانی رابع الاسلام قد زوجنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه واله وسلم ابنته وقد بايعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بيدى هذه اليمينى فما مست بها ذكرى (کنز العمال)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کے پاس اسلام کی دس چیزیں امانت رکھی ہیں، اور میں چوتھا شخص ہوں اور میرے نکاح میں حضور ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیوں کو دیا اور جب سے میں نے بیعت کی ہے اور اپنے دائیں ہاتھ کو آنحضرت کے دست مبارک سے ملایا ہے تو اس ہاتھ سے میں نے اپنی شرمگاہ کو کبھی نہیں چھوا"

وضو کا پانی اور صحابہ کا عشق

جب آپ وضو فرماتے تھے تو آپ کے صحابہ کرام پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے، اور تبرکاً اٹھالیتے تھے آپ کا پسینہ شیشی میں لیا جاتا تھا۔ (رواہ بخاری)

خالد سیف اللہ کا عقیدہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے وہ ٹوپی کسی جنگ میں گر گئی تو انہوں نے مڑ کر سخت حملہ کیا اور

خاصے جانی نقصان کے بعد دوبارہ وہ ٹوپی حاصل کر لی ان کا یقین تھا کہ ان بالوں کی برکت سے انہیں جنگوں میں فتح حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ :۔

حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات اسلامیہ ضرب المثل ہیں ان کا عقیدہ تھا کہ یہ فتوحات میرا ذاتی کارنامہ نہیں بلکہ یہ تمام برکات رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کی ہیں۔

شفائے امراض :

آنحضرت ﷺ کا اونی جبہ کسرانی جس کی جیب اور دونوں چاکوں پر دیباج کی سنجاف تھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت اسماء نے لیا جو فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو رسول اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے، ہم اسے دھو کر بغرضِ شفا بیماروں کو پلاتے ہیں (صحیح مسلم)

عقیدت ہو تو ایسی ہو

حضرتِ کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو انہوں نے ایک قصیدہ "بانت سعاد" پڑھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی چادر میں ڈھانک دیا۔ حافظ ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ اس چادر کو خلفاء عیدین میں پہنتے رہے۔

تیری بیٹھک پہ قربان

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ منبر منیف

میں جو جگہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی تھی اسے ہاتھ سے مس کیا اور پھر اس ہاتھ کو اپنے منہ پر مل لیا۔

تبرّ لحاف پیارا:

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ ایک صحابی کے پاس نبی کریم ﷺ کا لحاف ہے چنانچہ انہوں نے وہ منگوا بھیجا جب آیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز اس سے اپنے چہرے کو ملنے لگے۔ (تاریخ صغیر للبخاری)

فائدہ:

حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام مذاہب عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہاں تک کہ روافض بھی آپ کے عدل وانصاف اور پابندی شرع کے قائل ہیں وہابی دیوبندی آپ کو مجدد مانتے ہیں۔

چارپائی کی قیمت:

ساگوان کے درخت سے ایک چارپائی بنوائی گئی حضور علیہ الصلوۃ السلام اس پر سویا کرتے تھے جب آپ کا وصال مبارک ہوا تو آپ کا جسد اطہر اسی پر رکھا گیا بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وفات پانے پر اس پر رکھا گیا بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے پر اس پر رکھا گیا، لوگ اپنے فوت ہونے والوں کو بطور تبرک اسی چارپائی پر رکھا کرتے تھے۔

عہد بنی امیہ میں یہ چارپائی حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس چھوڑے ہوئے مال میں سے فروخت ہوئی عبداللہ بن اسحاق نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خرید لیا۔

فائدہ:۔ یہ تھی اسلاف رحمہم اللہ کی عقیدت، اب فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ عقیدہ صحابیوں والا چاہیے یا وہابیوں والا (اختیار بدست مختار)

انبیاء و اولیاء بالخصوص امام الانبیاء شہ ہر دوسرا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی منسوب شے خوب لگتی ہے اسی لیے ان کے تبرکات کو ہم شفائے امراض و آخروی نجات اور امور دینوی کے لیے صد برکات سمجھتے ہیں لیکن مخالفین اسے شرک و بدعت اور نا معلوم کیا کیا کہتے ہیں؟ یہ دراصل محبت کی بات ہے کہ جسے جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کی ہر شے سے محبت کرتا ہے حضرتِ مجنون کا حال یہ تھا کہ لیلیٰ کے کتوں اور اس کی گلی کوچوں غرضیکہ ہر شے سے محبت کرتا تھا وہ تو اس کا مجازی عشق تھا ہمیں تو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا حکم ہے آپ کی محبت کے بغیر ایمان ناقص و نامکمل ہے اسی لیے آپ کی ہر منسوب شے سے ہمیں محبت و عقیدت اور پیار ہے اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متعلقات سے جسے عقیدت و پیار نہیں یقین کر لو کہ اس کا کاسئہ قلب ایمان سے یکسر خالی ہے خواہ وہ کتنا عابد و زاہد اور متقی و پرہیز گار بڑا عالم و قاری ہے اس کا اندازہ صحابہ کرام اور منافقین سے کر لیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم اہلسنت نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ محبوبانِ خدا کے تبرکات کو دارین میں وسیلہ صد برکات سمجھتے ہیں یہی ہمارے اسلاف صالحین کا مذہب ہے بے شمار تصریحات موجود ہیں ہم یہاں پر صرف شفا

شریف پر اقتصار کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ۔

ومن اعظامه واكباره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اعظام جميع اسبابه واكرام مشاهده وامكنمة من مكة والمدينة ومعاهده وكانت فى قلسوة خالد بن الوليد رضى الله تعالىٰ عنه شعرات من شعره صلى الله عليه وآله وسلم فسقطت قلنسوة فى بعض حروبه فشدَ عليها شدةَ انكرعليه اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم كثرة من قُتلَ فيها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بلْ لما تضمنته من شعره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لئلا سلَّب بَركتها وتضع فى ايدى المشركين وراى بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما واضعاً يده على مقعد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

اور حضور علیہ السلام کی تعظیم و تکریم میں سے ہے کہ آپ کے جمیع اسباب و مشاہد و مکانات جیسے مکہ مدینہ اور آپ کے معاہدہ کی تعظیم ضروری ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک تھے وہ ٹوپی بعض غزوات میں گر گئی آپ پر یہ بات ناگوار گزری صحابہ نے ان پر اعتراض کیا کہ ایک ٹوپی کی خاطر جنگ میں کئی جانیں تلف کردیں آپ نے فرمایا کہ میں نے ٹوپی کی خاطر جانیں تلف نہیں کرائیں بلکہ اسی تبرک کے لیے جو ٹوپی میں ہے تاکہ وہ کفار کے ہاتھ نہ لگ جائے اور اس کی برکت جاتی رہے اور حضرت عبداللہ ابن عمر کو دیکھا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔

اقوال اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ

۱۔ قاضی عیاض رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ تمام مقامات جہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سکونت پذیر رہے اور ان مقامات کی توقیر جہاں نبی ﷺ کی تشریف لے جانے یا نماز پڑھنے کی عادت کریمہ تھی اور ان تمام چیزوں کی تکریم جنہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ یا پاؤں یا پہلو سے مس فرمایا ہو یا کسی جگہ کو یہ شہرت حاصل ہو ان سب کی تعظیم و توقیر دراصل ذاتِ نبی ﷺ کی تعظیم و توقیر ہے (شفاء وغیرہ)

(۲) حضرتِ شیخ دہلوی قدس سرہ نے مدارج النبوۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ کا ذکر آپ کا نام آپ کی سیرت، آپ کے حالات اور آپ کی حدیث کے سننے کے وقت احترام و توقیر کا ملحوظ رکھنا آپ کی خدمت عالیہ میں ادب و احترام ہی کی طرح ہے۔

(۳) امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا آپ کی رحلت کے بعد آپ کی تعظیم و تکریم آپ کی حیات طیبہ کی تعظیم و تکریم کی مانند ہے۔

(۴) حضرت ابو ابراہیم نے فرمایا ہے کہ ہر مومن پر جب وہ نبی ﷺ کا ذکر کرے یا اس کے پاس ان کا ذکر کیا جائے تو مستحب ہے کہ خضوع و خشوع اور باوقار ہو جائے اور اس میں ایسی ہیبت اور ایسا معمول پیدا ہو جائے جو آپ کے حضور میں ہوتا ہے۔

(۵) یہ بھی منقول ہے کہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ جب نبی ﷺ کا ذکر کرتے تو ان کا رنگ بدل جاتا اور ادب سے جھک جاتے، مدینہ منورہ میں کسی سواری پر سوار نہ ہوتے، فرماتے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میری سواری اس سرزمین کو پامال کرے جس کے اندر نبی ﷺ مدفون ہیں۔

(۶) احمد بن فضلویہ فرماتے ہیں "میں کسی کمان کو بلاوضو نہیں چھو سکتا اس لیے کہ میں نے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ میں کمان لی ہے۔

اسی طرح نبی ﷺ کی طرف منسوب کنوؤں، مسجدوں اور مقامات پر جانا بھی مستحب ہے۔

(۷) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی نماز، قیام اور گزر میں اس جگہ کی تلاش و جستجو فرماتے جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز ادا فرمائی یا تشریف رکھی ہو، ایک بار ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا جہان نبی کریم ﷺ نے تشریف رکھی تھی پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا۔

(۸) امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے اس کے برخلاف جو روایت منقول ہے اگر وہ صحیح ہے تو اسی بناء پر ہے کہ ان کا ذرائع مقاصد کے سدباب ہیں یہی اصول ہیں۔

اسی طرح سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حج سے واپسی کے وقت لوگوں کو ایک مسجد کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا یہ کیا ہو رہا ہے لوگوں نے عرض کی وہ مسجد ہے جس

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی ہے انہوں نے فرمایا اسی طرح تم سے پہلے اہلِ کتاب ہلاک ہوئے، انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار کو عبادت خانہ بنایا تم میں سے جس شخص کو اس مسجد میں نماز نصیب ہو جائے وہ اس میں نماز پڑھ لے اور جسے یہ نصیب نہ ہو وہ گزر جائے۔

(۹) کرمانی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس ناگواری کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اس کا اندیشہ ہوا کہ لوگ کہیں انہیں جگہوں میں نماز کا التزام نہ کرلیں، اسی طرح اہلِ عمل کے لیے بھی مناسب ہے کہ جب لوگ پوری پابندی کے ساتھ نوافل کا التزام کریں جس سے وجوب کا شبہ ہونے لگے تو انکو کسی کسی وقت چھوڑ دیا کریں۔

فائدہ :۔

آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے یہ بھی ہے کہ حدیث پڑھنے والا حدیث پڑھتے وقت کسی آنے والے کے احترام میں کھڑا نہ ہو، یہ خلافِ ادب ہے بالخصوص آنے والا اگر فاسق بدعتی ہو۔

(۱۰) امام مالک رحمتہ اللہ علیہ ہی کو یہ شرف حاصل رہا کہ وہ اس وقت بھی حدیث بیان فرماتے رہے جب بچھو نے انہیں سترہ بار ڈنگ مارا اور آپ صبر و ضبط فرماتے رہے جنبش تک نہیں کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم کے پیش نظر حدیث کا سلسلہ نہ توڑا۔

(۱۱) عبد الرحمٰن بن مہدی جب حدیث پڑھتے تو خاموشی کا حکم دیتے

اور فرماتے۔

لَاتَرفَعُوا اَصوَاتکُمْ فَوقَ صَوتِ النَّبِیِ

تم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو)

(۱۲) تعظیم آثارِ مقدسہ کی قسم سے ترمذی کی یہ روایت بھی ہے حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی نوش فرمایا میں مشک کے منہ کی طرف بڑھی اور اس کا منہ کاٹ لیا۔

فائدہ :۔

محدثین اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ کبشہ کے منہ کاٹنے کا مقصد یہ تھا کہ اسی سے برکت حاصل کریں، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا دہنِ مبارک اس حصہ سے لگ گیا تھا۔

(۱۳) بخاری نے ابنِ سیرین سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ کا ایک موئے مبارک ہے، یہ ہمیں حضرت انس یا حضرت انس کے گھر والوں سے دستیاب ہوا ہے انہوں (عبیدہ) نے فرمایا کہ میرے پاس نبی کریم ﷺ کا ایک موئے مبارک ہونا میرے نزدیک دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

(۱۴) حضرتِ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں نبی کریم ﷺ کے چند موہائے مبارک تھے ضائع ہونے کے اندیشے سے وہ ان کی

نگہداشت فرماتے اور برکت کے لیے وہ ان کا پورا اہتمام کرتے۔

(۱۵) حضرت اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ شریف تھا وہ اسے مریضوں کے لیے دھوتیں اور اس کا غسالہ مریضوں کو برائے شفاء استعمال کراتیں اور ان کو شفاء ملتی۔

(۱۶) حضرتِ ام عمارہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک تھے وہ انہیں دھوتیں اور ان کا غسالہ مریضوں کو پلاتیں مریض شفایاب ہو جاتے۔

(۱۷) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کی بعض چیزیں موجود تھیں ان میں دو موزے، ایک خم دار چادر اور ترکش وغیرہ تھے وہ ان کی پورے اہتمام کے ساتھ نگہداشت فرماتے اور روزانہ ان کی ایک بار زیارت کرتے، اور جب کوئی مقتدر شخص انکی خدمت میں آتا تو آپ اس کو وہاں لے جاتے جہاں یہ تبرکات تھے اور فرماتے یہ اس ذات کی میراث ہے۔ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت و تکریم سے نوازا ہے۔

بابِ اوّل (دلائل)

حجر مکّہ معظّمہ

آثار مقدسہ کی تعظیم سے ایک پتھر کا چھونا بھی ہے جو مکہ مکرمہ کی گلی زقاق البحر میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے راستے میں واقع ہے، یہ پتھر ایک دیوار میں لگا ہوا ہے اس کی لوگ زیارت کرتے ہیں اور اس کے چھونے سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

پتھر کا سلام :۔

ابنِ حجر مکی ہیثمی نے فرمایا ہے کہ اہلِ مکہ سے بتسلسل منقول ہے کہ یہ پتھر وہ ہے جو نبوت سے قبل نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کیا کرتا تھا۔

اس پتھر کے اوپر دو اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ ؎

ان الحجر المسلم کل حاین علی خیر االوری فلی البشارة

میں وہ پتھر ہوں جو ہر وقت مخلوق کے سب سے افضل (محمد ﷺ) پر سلام عرض کرتا رہتا ہوں، اس وجہ سے میرے لیے مژدہ ہے۔

ونلت فضیلة من ذی المعالی خصصت بها انی من الحجارة

اور میں نے بلندیوں والے سے ایسی فضیلت پائی ہے جو صرف میرا حصہ ہے

حالانکہ میں ایک پتھر ہوں۔

اسی گلی میں اس پتھر کے سامنے کہنی شریف کا نشان ہے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایکدن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور اس دیوار پر ٹیک لگائی اور دوبار ابو بکر کہہ کر آواز دی۔

فائدہ :نجدی کی نحوست نے اس پتھر مبارک کا نام و نشان تک ختم کرڈالا (اناللہ وانا الیہ راجعون)

معجزہ نمبر ۱ :

علامہ شہاب الدین خفاجی نے ''شفاء'' کی سرح میں مواہب لدنیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ چٹان پر چلتے تو ان کے قدم مبارک اس میں دھنس جاتے یہ حقیقت مشہور اور زمانہ جدید و قدیم دونوں میں زبان زد عام و خاص رہی ہے اور شعراء نے اپنے قصیدوں میں اور بلغاء نے اپنی عبارتوں میں اسے بیان کیا ہے۔

دلیل نمبر ۱ :

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے نشان قدم کا مصلی کے پتھر پر باقی رہنا اوپر کی روایت کی تائید کررہا ہے (یعنی وہ پتھر جو مقام ابراہیم میں کعبہ شریف میں ہے۔)

دلیل ۲۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر پر مارنا اور ضرب کے اثر کا باقی رہنے کا

معجزہ بھی پتھر کے نشان قدم یا پتھر میں پاؤں دھسنے کی پوری تائید کر رہا ہے۔
چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔
جب حضرت موسی علیہ السلام غسل کرنے کے لیے پانی میں اترے تو جس پتھر پر آپ نے اپنے کپڑے رکھے تھے وہ آپ کے کپڑے لے کر فرار ہو گیا۔ حضرت موسی علیہ السلام نے عالم جلال میں اس پتھر پر چھ یا سات ضرب لگائی جس کا اثر باقی رہ گیا تھا۔

قاعدہ :

یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ہر نبی کا ہر معجزہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی ملا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اور برتر۔

ازالۂ وہم :

زرقانی نے شرح مواہبِ لدنیہ میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزے کے مثل جو معجزے ثابت ہیں یہ ضروری نہیں کہ وہ انہیں معجزے کی جنس سے ہوں، غیر جنس سے بھی ہو سکتے ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ اس سے اعلی یا مساوی ہوں علماء نے اس کی تصریح کی ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ تصریح ان لوگوں کے خیال کے منافی نہیں جو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مثل معجزے ہمارے نبی کریم ﷺ کے لیے تسلیم نہیں کرتے۔

معجزہ ۲۔ ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ حلیمہ سعدیہ کے صاحبزادے ضمرہ نے ان (حلیمہ سعدیہ) سے کہا میرے حجازی بھائی محمد جب اپنے قدموں پر خشک وادی میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو وہ اسی لمحہ اور اسی وقت سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور جب چٹانوں پر چلتے ہیں تو انکے قدم چٹانوں میں اس طرح دھنس جاتے ہیں جیسے

گوندھے ہوئے آٹے ہیں۔

توہم اور اس کا ازالہ :۔

علامہ رکن الدین شامی نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے کہ امام برہان الدین تاجی دمشقی نے اس کا انکار کیا ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بھی اپنے فتاوی میں مندرجہ بالا روایت کے عدم ثبوت کا یقین ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں اس روایت کی اصل سند سے واقف نہیں اور نہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ روایت دیکھی ہے ان کے شاگرد ابن علقمی "الجامع الصغیر" کی شرح میں انہیں کے نقش قدم پر چلتے نظر آتے ہیں اور ان کے معاصرین علماء میں شیخ صالح محدث احمد متولی "الجامع الصغیر" کے شارح نے ان کا تعاقب کیا ہے۔

وہ کہتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ سیوطی نے "خصائص صغری" میں خود لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس چٹان پر چل دیئے اپنے نشان قدم چھوڑ دیئے۔

اور حضرت شیخ دہلوی "مدارج النبوۃ" میں لکھتے ہیں۔

ومیگویند که سنگ وآہن نرم کرده می شود برائے انبیاء ودرمکه معظمه
درکوہے که آنحضرت وقتی گوسفند چرامیکرد اثر قدمین
شریفین می گوینه واللہ اعلم

اور لوگ کہتے ہیں کہ پتھر اور لوہا انبیاء کے لیے نرم کر دیا جاتا ہے چنانچہ مکہ مکرمہ کے جس پہاڑ میں نبی کریم ﷺ ایک وقت بکریاں چرا رہے تھے اس وقت کے قدمین شریفین کے نشان لوگ بتاتے ہیں، واللہ اعلم

شہاب الدین خفاجی نے شفاء کی شرح میں لکھا ہے کہ سیوطی نے اس

معجزہ کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ ان مخصوص جگہوں کے سلسلے میں جو منقول ہے ان کا انکار کیا ہے، یعنی امام سیوطی کا خیال ہے کہ لوگوں نے جن جگہوں کے ساتھ معجزہ کا انتساب کیا ہے اس کا ثبوت نہیں) جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں حضور کی سواری کے کھر کا نشان اور حضور ﷺ کی کہنی کا نشان ہے وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ:

امام رازی نے تفسیر کبیر میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ مقام ابراہیم چند معجزوں کا پیکر ہے اس طرح کہ ٹھوس پتھر پر قدم کا نشان ایک معجزہ ہے اور قدم کا ٹخنوں تک دھنس جانا دوسرا معجزہ ہے انبیاء کرام علیہم السلام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کے صرف اس معجزہ کا معجزہ جاوید ہونا، تیسرا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاص معجزہ ہے اور پتھر کے بعض ہی حصے کا نرم ہونا، چوتھا معجزہ ہے، اور اس کی ہزاروں سال تک حفاظت یہود و نصاریٰ اور مشرکین و ملحدین کے کثیر دشمنوں کے باوجود یہ پانچواں معجزہ ہے جس سے واضح ہو گیا کہ مقام ابراہیم بذات خود بہت سے معجزے ہیں، بلاشبہ یہ تفصیل اس کی رہنمائی کرتی ہے کہ دیگر انبیاء کرام کے معجزوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس معجزے کا باقی رہنا یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک خاص معجزہ ہے لیکن اس کا یہ مفہوم نہیں ہو سکتا کہ ٹھوس پتھر پر قدم کے نشان کا ہونا اور اس کا پتھر میں ٹخنوں تک دھنس جانا اور اس کے بعض ہی حصہ کا نرم ہونا یہ خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ ہے، اور اسطرح کا معجزہ کسی نبی سے صادر ہی نہ ہوا، کون نہیں جانتا کہ حضرت داود علیہ السلام کے لیے لوہا اور پتھر موم تھے ہمارے نبی کریم ﷺ سے بھی اس طرح کے متعدد معجزے رونما ہوئے ہیں، جن کا ذکر خیر آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

بابِ دوم

(معجزات قدم شریف)

معجزہ قدم مبارک سے پہلے نذرانہ عقیدت پڑھیے

سنگ موم ہوتا ہے دیکھ کر قدم تیرا
سب کے جی میں کرتا ہے اپنا گھر قدم تیرا
رتبے سب کے ہیں اعلیٰ پر کسی پیمبر کا
عرش تک، نہیں پہنچا ہاں قدم تیرا
اپنی جان مٹاؤں گا خاک میں ملاؤں گا
پر کہیں نہ جاؤں گا چھوڑکر قدم تیرا
بخت ان کے ہیں یاور سوتے ہیں تاجو محشر
اپنے شوق سے لے کر سینے پر قدم تیرا
کیا حظ اٹھاتے ہیں وہ جو روز جاتے تھے
آنکھوں سے لگاتے تھے ہر سحر قدم تیرا
پاؤں غوث اعظم کے سروں پر عالم کے
تھا جو اس مکرم کے دوش پر قدم تیرا

(معجزہ نمبر ۱): نقشِ قدم شریف

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر شے معجزہ ہے آپ پتھروں پر چلتے تو نرم

ہو جاتے ، یعنی ان پر نقش پاباقی رہتا ایسے ہی ریت پر چلتے تو اتنا سخت ہو جاتی کہ اس پر نقش پاک کا نشان باقی رہ جاتا جونہی یہ نقوش والے پتھر اتیوں نے دیکھے انہیں تبرک بلکہ نجات کا سامان بنایا۔ (دائرۃ المعارف الاسلامیہ ص ۳۱۵ /۳۱۶ /۳۱۷)

(معجزہ نمبر ۲) : قدم شریف

حضور سرور عالم نورِ مجسم ﷺ سے جو معجزات عام طور پر منسوب کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کسی چٹان پر چلتے تھے تو آپ کے پاؤں مبارک کا نشان پتھر پر رہ جاتا تھا۔

اس معجزے کا ذکر بالعموم آپ کے دیگر معجزات کے ساتھ کیا جاتا ہے مثلاً آپ کا سایہ نہیں پڑتا تھا، اگر آپ کا موئے مبارک آگ میں ڈالا جاتا تو وہ جلتا نہیں تھا، آپ کے لباس پر مکھیاں نہیں بیٹھتی تھیں، وغیرہ۔

(رواواہ بیہقی عن ابی ہریرۃ وابن عساکر عن ابی امامتہ الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(سیرۃ حلبیہ صفحہ ۴۰۷ جلد ۳ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ شرح قصیدہ ہمزلہ لاین شعر نمبر ۱۷۶)

فائدہ :

یہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی نفاست کے علاوہ آپ کی نورانیت کی بھی دلیل ہے۔

(معجزہ نمبر ۳) نعلین بے سایہ :

ریت پر حضور سرور کائنات ﷺ کے نعلین مبارک کے نشان

والے قدم مبارک کا جہاں نام سنتے ہیں تو اس کے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی زیارت کا نام شرک وبدعت رکھتے ہیں۔

حوالہ معجزہ ۱:۔

حضرت علامہ عبدالباقی المعروف امام زرقانی رحمتہ اللہ علیہ شرح المواہب میں لکھتے ہیں۔

وقدا اشتھرفی المدائح قدیماً و حدیثاً ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان اذا مشیٰ علی الصغر غاضت قدماہ فیه واثرت،

حضور علیہ السلام کی مدح کرنے والے متقدمین و متاخرین میں یہ مشہور ہے کہ آپ جب کسی پتھر پر قدم رکھتے تو وہ نرم ہو جاتا اور اس میں قدم مبارک کا نشان نظر آتا۔ (نور زرقانی صفحہ ۲۲۸ ج ۴)

فائدہ:۔

امام خفاجی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس اور مصر میں ایسے پتھر موجود ہیں جن پر آپ کے مبارک قدم کا نشان ہے۔

والناس تتبسرك به و تزروہ وتعظمه

اور لوگ ان سے برکت حاصل کرتے ہیں اور ان کی زیارت و تعظیم کرتے ہیں۔ (الریاض)

امام نبہانی رقمطراز ہیں کہ بعض اوقات آپ ﷺ ریت پر چلتے تو قدموں کے نشان محسوس تک نہ ہوتے ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین للنبھانی ص ۴۵۲)

یعنی سخت پتھر نرم ہو جائے اور نرم زمین معتدل ہو جاتی تاکہ حبیب کریم

ﷺ کو چلتے ہوئے تکلیف نہ ہو۔

معجزہ ۵ :

باتفاق جملہ اہل اسلام مسجد الحرام کے بعد مسجد نبوی تمام مسجدوں سے افضل ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں آپ ﷺ کا قدم اس جگہ پر بار بار آیا تو وہ جگہ جہاں آپ ﷺ کے مبارک قدم کثرت کے ساتھ لگے وہ جنت کہلایا آپ ﷺ نے فرمایا

مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة

میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے، یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

فائدہ :۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے قدم مبارک جنت گر ہیں۔

معجزہ نمبر ۶ :۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

منبری علی حوضی میرے منبر کے نیچے میرا حوضِ کوثر ہے۔

نکتہ :۔ جس جگہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مبارک قدم لگے وہاں آبِ زم زم کا چشمہ جاری ہوا اور جس جگہ محبوبِ خدا ﷺ کے قدم مبارک پڑے وہاں سے حوضِ کوثر کا دریا جاری ہوگا جس سے روزِ قیامت تمام جنتی سیراب ہوں گے ،(اس نفیس بحث کے لیے فقیر کے رسالہ "آبِ زم زم افضل ہے یا آبِ کوثر" کا مطالعہ کیجئے۔)

نہیں بنتے تھے۔ حوالہ آتا ہے۔)

فائدہ:۔ اس میں شان محبوبی کا اظہار یوں ہے کہ ریت میں چلنے پر ریت میں پاؤں گھس جانے سے چلنے والے کو تکلیف محسوس ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ریت کو پتھر کی طرح بنادیا تاکہ آپ کو چلنے میں تکلیف محسوس نہ ہو، اس طرح دو معجزے ہوئے ریت پر قدم کا نشان نہ ہونا، اور ریت پتھر کی مانند ہو جانا آپ کا معجزہ یہ بھی ہے کہ ریت کا پتھر ہو جانے کے بعد شکل وصورت سے نہ بدلنا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا پہلو عام بشروں سے اسی لیے نرالا ہے تاکہ کوئی بدبخت آپ کو اپنا جیسا نہ سمجھے، ان کوائف کے پیش نظر اہلسنت کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نوری بشر ہیں لیکن جن کمبختوں کے سر پر یہ بھوت سوار ہے کہ آپ ہمارے جیسے بشر ہیں صرف نبوت کا فرق ہے کہ وہ نبی ہیں اور ہم نبی نہیں اسی لیے وہ ایسے معجزات کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ انہیں سندات کی آڑ میں موضوع یا ضعیف کی عادی مجرم بن گئے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بھی جرات کر جاتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے یہ کوائف مان لیے جائیں تو آپ کو مافوق البشر ماننا ہوگا یا بشریت کا انکار کرنا ہوگا یہ ان کے صرف توہمات ہیں۔

معجزہ ۴۔

ایک دفعہ قریش اکٹھے ہو کر اپنے معروف نجومی کے پاس گئے اور اسے

کہاکہ ہم میں سے ہر ایک کا پاؤں دیکھ کر بتاؤ کہ کس کا پاؤں مقام ابراہیم کے مشابہ ہے اس نے کہاکہ زمین کو اچھی طرح صاف کرو تاکہ اس پر کوئی نشان نہ رہے، اس کے بعد تم سب باری باری میرے سامنے چلو، میں تمہارے قدموں کے نشانات دیکھ کر فیصلہ دوں گا تمام قریش چلے اور اس نے انکے نشانات دیکھے ان میں حضور علیہ السلام بھی تھے۔

فالبصر اثر محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال ھذا اقربکم شبھاً بہ

اس نے جب حضور علیہ السلام کے مبارک قدموں کے آثار دیکھے تو پکار اٹھا۔ یہ پاؤں ان کے مشابہ ہیں۔

اس کے تقریباً بیس سال کے بعد آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا۔

(حجتہ اللہ علی العالمین صفحہ ۶۸۶)

تبصرہ اُویسی غفرلہ :۔

حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا یہ اعزاز ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا۔

واتخذو من مقام ابراہیم مصلی (پ۱البقرہ آیت ۱۱۵)

"اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ"

اب حال یہ ہے کہ طواف کعبہ کے بعد اس کے سامنے دوگانہ پڑھنے کا حکم ہے اور دراصل یہ آرزو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش کی، یہ اعزاز طفیلی ہے اصل اعزاز ہمارے نبی پاک ﷺ کا ہے لیکن افسوس اس برادری پر کہ طفیلی اعزاز کو کعبہ معظمہ کے سامنے چھوٹا سا قبہ بنا کر محفوظ کیا گیا اور اصلی اعزاز

باب ۳

مقامات قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جیسا کہ فقیر اویسی غفرلہ نے مقدمہ رسالہ ھذا میں لکھا ہے کہ عشاق تو صرف نقش قدم پر جانیں قربان کرتے ہیں لیکن منافقین کے وارثین اس میں درجنوں شبہات کھڑے کرتے ہیں فقیر اسی باب میں قدمِ اقدس کا تفصیل و تشریح عرض کرتا ہے۔

یہ مقامات "دمشق و شام" کے علاوہ ہیں اس کی تفصیل فقیر کے سفر نامہ "شام و عراق میں ہے" ہاں اس کا نقشہ رسالہ ھذا کے آخر میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

قدم کے نشانات کہاں کہاں؟

دنیائے اسلام کے مختلف حصوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک یا دونوں پاؤں کے نقوش موجود ہیں، جن کا احترام کیا جاتا ہے، ان نقوش قدیم میں مشہور وہ ہے جو بیت المقدس کی مسجد الاقصیٰ میں اس مقام پر موجود ہے جہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسماں پر جانے کے لیے براق پر سوار ہوئے شہر کے جنوبی درازے کے قریب حوران کو جانے والی سڑک پر ایک مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کا ایک نقش موجود ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ سے اترتے وقت ایک ہی پاؤں زمین پر رکھا تھا کہ حضرتِ

جبریل علیہ السلام وحی لائے کہ ارشادِ الٰہی ہے کہ آپ اس دنیا کی جنت اور عقبیٰ کی جنت کے درمیان کسی ایک کا انتخاب فرمالیں، اس پر آپ ﷺ نے شہر میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کردیا۔

قاہرہ، مصر میں:

قاہرہ میں پائے مبارک کے دو نشان ہیں، ایک اس مسجد میں جو آثار النبی کے نام سے مشہور ہے دوسرا اقائت بے کے مقبرے (جس کی لوگ زیارت کرتے ہیں صفحہ نمبر ا، شفاء شریف وجتہ اللہ للنبھانی) میں جس نے بقول مفتی دحلان اسے زائد ۶۶ لاکھ روپے میں خرید اتھا۔ طنطہ میں سید احمد البدوی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں آنحضرت ﷺ کے دونوں پاؤں کے نشانات موجود ہیں۔

اسی طرح جس مسجد میں (قسطنطنیہ میں) جہاں سلطان عبدالحمید اول مدفون ہیں وہاں بھی پائے مبارک کے نشان ہیں۔

ہندوپاک:

برصغیر پاکستان وہند میں جہاں رسول اللہ ﷺ کے نقوش قدم سے عقیدت وارادت انتہا تک پہنچی ہوئی نظر آتی ہے اس قسم کی سلیں ملک بھر میں پائی جاتی ہیں کبھی تو یہ سلیں ان عمارتوں میں ملتی ہیں جو صرف انہیں کے لیے تعمیر ہوئیں مثلاً جو گوڑ میں ہے اس میں قدم رسول ﷺ موجود ہے) یا یہ دوسرے تبرکات کے ساتھ رکھی جاتی ہیں (جیسے جامع مسجد دہلی میں) یا پھر یونہی بے غوری کی حالت میں کسی قبرستان کے ایک گوشے میں رکھ دی جاتی ہیں

فائدہ: اس پر جملہ اہلِ اسلام متفق ہیں کہ آبِ زم زم سے آبِ کوثر افضل ہے اور اسپر بھی سب کا اتفاق ہے آبِ کوثر سے وہ پانی افضل ہے جو انگشتانِ نبوی (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے نکلا۔

معجزہ ۷ :

یثرب سے دار الشفاء

مدینہ طیبہ کا سابق نام یثرب تھا یعنی بیماریوں کا مرکز تھا، یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان اس کی طرف ہجرت کر کے گئے تو کفار قریش خوش ہوئے کہ یہ خود بخود وہاں بیماریوں کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے صحابہ نے یہ معاملہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب یہ یثرب نہیں بلکہ یہ مدینۃ الرسول ہے گویا اب بیماریوں کا مرکز نہیں بلکہ شفاء کا مرکز ہے، آخر اس تبدیلی کا سبب کیا ہے؟ تو اس کا جواب فقط یہ ہے کہ اس سرزمین کو آپ کے قدم چومنے کا شرف مل گیا جس کی وجہ سے یہ سرزمین رشکِ عرش بن گئی۔

فائدہ :۔

یثرب سے طیبہ خوشبوؤں کا مرکز کیسے بنا اس کی تفصیل فقیر کی کتاب "محبوبِ مدینہ" کا مطالعہ کیجئے۔

معجزہ ۸۔

دریا بہادیئے

حدیث شریف میں ہے کہ۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے چچا ابو طالب کے مقامِ ذی المجاز میں تھے۔(یہ مقام عرفات سے تین

میل کے فاصلہ پر ہے) ابو طالب کو سخت پیاس لگی کوشش بسیار کے باوجود پانی نہ ملا جب آپ ﷺ نے ان کی پیاس کی شدت کو محسوس فرمایا۔

فضرب بقدمه الارض تو آپ نے زمین پر قدم سے ایک ضرب

فخرج الماء فقال اشرب لگائی تو اس سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔

آپ نے فرمایا خوب سیر ہو کر پی لو۔

جب اس نے پانی پی لیا تو آپ نے اسی جگہ قدم رکھا تو پانی بند ہو گیا۔

(زرقانی علی المواہب ص ۷)

معجزہ ۹ :

ابن سعد و حبیب و ابن عساکر حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ مقامِ ذی المجار پر تبلیغ کے سلسلے میں تشریف لے گئے ابو طالب کو پریشانی اور سخت پیاس محسوس ہوئی، اور انہوں نے خدمتِ اقدس میں تشنگی کی شکایت کی، حضور علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا۔

فاهوى بعقبه الى الارض الى صخرة فرلضها قال (وفى روايته) ابو طالب فاذا انا بماء لم ارىٰ مثله فشربت حتى ركضها فعادت كما كانت (خصائص ج ۲)

ایک پتھر کو ایڑی لگائی ابو طالب کہتے ہیں پس ناگاہ وہاں ایک بہت بڑا چشمہ جاری ہو گیا ایسا چشمہ میری آنکھوں نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا میں خوب سیر ہو کر پانی پیا، پھر آپ نے ایڑی لگائی اور پانی بند ہو گیا۔

جیسے علی گڑھ کے نزدیک قبرستان شاہ جمال میں یا پھر کسی شخص کی نجی تحویل میں اس کے گھر میں حفاظت سے رکھی ہوئی ملتی ہیں عموماً ان پر صورت ایک ہی پاؤں کا نشان ہوتا ہے۔ لیکن بلاسور (اڑیسہ) میں قدمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمارت میں جو سل ہے اس پر آپ کے دونوں پاؤں کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، کے قدموں کے نقوش بھی موجود ہیں۔

ان میں سب سے زیادہ متبرک وہ نقشِ قدم سمجھا جاتا ہے جو فیروز شاہ تغلق کے بیٹے فتح خان کی قبر پر رکھا ہوا ہے۔ اس بادشاہ نے ۷۶۰ھ ہی میں اپنے بیٹے کو شریکِ حکومت کر لیا تھا۔ اور ۷۷۶ھ میں فتح خان کی وفات سے اسے بے انتہا رنج والم برداشت کرنا پڑا۔ اس نے اپنے بیٹے کی قبر پر ایک شاہانہ مقبرہ تعمیر کرایا اور اس سے ملحق ایک مسجد اور مدرسہ بھی بنوایا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نقش قدم سلسلۂ چشتیہ سہروردیہ کے جلیل القدر ولی جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ طیبہ سے لائے تھے۔ اسے ہمیشہ پانی میں ڈبوئے رکھتے ہیں اور لوگوں کا اعتقاد ہے کہ اس پانی میں شفا دینے کی خاصیت موجود ہے۔ یہاں ہر سال ربیع الاوّل یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم میلاد پر عرس منعقد ہوتا ہے۔

اُچ شریف:

اُچ میں، جہاں تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مجموعہ موجود ہے، بندگی محمد غوث (م ۹۲۳ھ) کی خانقاہ، جو حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے تھے ایک نقشِ قدم بھی موجود ہے۔

گوڑ :

کہا جاتا ہے کہ گوڑ کی مسجد قدمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم کی جو سل موجود ہے، اسے بنگال کا بادشاہ علاء الدین حسین شاہ (۱۴۹۴ تا ۱۵۲۱ء) مدینے سے لایا تھا۔ یہ سل جس نفیس مسجد میں رکھی گئی ہے اسے اس کے بیٹے اور جانشین نصرت شاہ علاء الدین حسین شاہ (۱۴۹۴ تا ۱۵۶۱ء) مدینے سے لایا تھا۔ یہ سل جس نفیس مسجد میں رکھی گئی ہے اسے اس کے بیٹے اور جانشین نصرت شاہ نے ۱۵۳۰ء میں تعمیر کرایا تھا۔ اس کے پچاس سال بعد ۱۵۷۹ء میں میر ابو تراب، جسے اکبر نے قافلۂ حجاج کا سالار مقرر کیا تھا، مکۂ معظمہ سے واپسی پر ایک پتھر لایا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں پاؤں کا نشان بنا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے برعکس مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو پتھر فیروز شاہ کے پاس لائے تھے، اس پر بائیں پاؤں کا نشان بھی تھا۔ اس مقدس تبرک کے استقبال کیلئے اکبر بہ نفسِ نفیس آگرے سے کئی میل دور پیدل چل کر گیا اور اسے اپنے شانے پر اٹھا کر سو قدم چلا۔ بعد ازاں اس کے امراء اور درباریوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور اسے بڑے تزک واحتشام اور تکلف سے شہر میں لائے۔ اگلے سال جب میر ابو تراب گجرات میں اپنے وطن کو لوٹنے لگا تو اس نے اکبر سے اس نقشِ قدم کو اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت حاصل کر لی۔ اس نے احمد آباد کے قریب اساول کے مقام پر اس سل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں کیلئے جنہیں وہ مکے سے لایا تھا، درگاہ کے طور پر ایک عمارت تعمیر کی۔ اس کے انتقال پر یہ سل اس کی قبر پر رکھ دی گئی جو آج

کل شہر احمد آباد کے جنوب میں واقع ہے لیکن وہ سل اب موجود نہیں کیونکہ (کہا جاتا ہے کہ) اسے کھنبایت میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

سیّد محمدؐ مقبول عالم کی قبر پر، جو احمد آباد کے جنوب میں ہتوا کے مقام پر اپنے جد امجد سیّد محمدؐ شاہ عالم کی خانقاہ کے احاطے میں مدفون ہیں، جو قدمِ رسول ہے، اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس قدم شریف کا چربہ ہے جو جامع مسجد دہلی میں موجود ہے۔

کاغذ یا پتھر پر اسی قسم کے چربے بعض اوقات مختلف لوگوں کے گھروں میں ان کے ذاتی قبضے میں پائے جاتے ہیں۔

نعلین پاک

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پائے مبارک کے نقوش کا احترام کیا جاتا ہے اسی طرح آپ کی نعلین کے خاکوں کو بھی لوگ بڑی عزت وعقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ انہیں شیطانی وسوسوں، نظر بد اور ڈاکوؤں کی لوٹ مار سے بچنے کیلئے پرہیز گار لوگوں کے گھروں میں لٹکا دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی برکت سے دردِ زہ سے بھی نجات ملتی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی کتاب "نیل المرام فی نعل سیّد الانام"۔

اس کے حوالہ جات کیلئے مندرجہ ذیل کتب دیکھئے،

(القسطلانی : المواھب الدنیہ، قاھرہ ۱۲۸۱ھ، ۱: ۷ ۳۴۳) مذکورۂ بالا تصانیف کے علاوہ (۱) احمد بن محمد المقری کی فتح المتعالی فی مدح النعال، (Vers..Arab Berl:Ahleardt , Handschr . ا۔ا۔) شمارہ ۱ (۱) ابراھیم بن محمدؐ بن

خلف : معجزات الانبیاء مجلہ مذکورہ شمارہ ۲۵۵۳ : (۳) جلال الدین السیوطی : خادم النعل الشریف، در مجلہ مذکورہ، شمارہ ۹۶۴۴، (۴) شاہ محمد عمر : استشفاء وتوسل باثار الصالحین وسید الرسل دہلی ۱۳۱۹ھ وغیرہ وغیرہ۔

منکرین تبرکات کا رد ان کے استاد مکرم کے قلم سے :۔

علمائے اہلسنت کے شیخ واستاذ اور وہابیوں دیوبندیوں کے شیخ المشائخ واستاد الاساتذہ حضرت مولانا شاہ احمد سعید دہلوی قدس سرہ نے مندرجہ ذیل واقعہ لکھ کر آخر میں منکرین کا خوب رد فرمایا چنانچہ ملاخطہ ہو۔

ایک روز حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کا کان دو انگشت سے پکڑا۔ دست معجزہ سے اس کے کان میں نشان ہو گیا۔ اور نسلاً بعد نسل اب تک باقی رہا۔ اس روایت سے نشان ہونا بے نشان چیز میں ثابت ہوا۔ اور نشان کہنی مبارک کا سنگ میں صحاح میں مصرح ہے۔ اور جلال الدین سیوطی نے ذکر کیا ہے۔ بیچ خصائص کبری، کے کہ تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے اوپر سنگ کے نشان ہو جاتا تھا اس میں۔

اور ابن حجر نے بیچ شرح قصیدہ ہمزیہ کے نیچے اس شعر ناظم کے شعر

اوبلثم التراب من قدم،

لانت حیا من مسها الصفواء

ذکر کیا ہے کہ تھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے اوپر پتھر کے نرم ہو جاتا تھا نیچے قدم شریف کے۔ اور جب چلتے تھے ریتے میں نہیں اثر کرتا تھا خلاف عادۃ جاریہ کے پس نشان قدم شریف کا سنگ میں ثابت ہوا، کمال

تعجب ہے فرقہ محدثہ سے کہ باوجود دعویٰ علم کے قدم شریف کا انکار کرتا ہے۔
معلوم یہ ہوتا ہے کہ معجزات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہے۔
اَللّٰھُمَّ اَحفِظْنا۔

شعر

برز مینیکه نشانِ کف پائے تو بود
سالہاسجدہ صاحب نظر ان خواہد بود۔

ایضاً:۔

کف پابہر زمینے جو اسد تو نازنین را
بلب خیال بوسم ہمه عمر آں زمیں را۔

اور عجب تر یہ ہے کہ یہ فرقہ ذکر شریف ولادت اور معراج و معجزات و وفات سیدا لمرسلین محبوب رب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مانع ہے۔
بعض مکروہ تحریمی کا فتویٰ دیتا ہے۔ اور بعض اطلاق بدعت سئیہ کا کرتا ہے۔ حالانکہ ذکر خیر مولد شریف واخلاق لطیف اور معجزات ووفات منیف و حلیہ مبارک جناب مستطاب حضرت محبوب رب العالمین سیدّ الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بعینہٖ ذکر خالق السمٰوٰت والارضین جل جلالہ وعم نوالہٗ ہے۔ اور ذکر حق سبحانہ کا واجب ہے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے۔
یاَایُّھاَ الذینَ اٰمنو اذکر و االلّٰه ذکرا کثیراً وسبحوْہُ بکرۃً واَصیلاً
اس واسطے کہ امر واسطے وجوب کے ہے نزدیک اکثر کے چنانچہ تصریح کیا ہے اس کو علمِ اصول میں کہا پیچ توضیح کے امر واسطے وجوب کے ہے نزدیک اکثر علماء کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَلیحذر الذین یُخَالِفُونَ عن امرہ ان تصیبھم فتنۃٌ او یصیبھم عذاب الیم
چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ کہ خلاف کرتے ہیں امر حق کا پہنچانے بلا، یا عذاب الیم سے۔

سمجھا جاتا ہے اس کلام سے خوف پہنچنے فتنہ یا عذاب کا سبب مخالفت امر کی اس واسطے اگر نہ ہوتا یہ خوف تو عبث ہو جائے یہ تحذیر پس ہوا ما مور واجب اس واسطے کہ نہیں ترک غیر واجب کی خوف فتنہ یا عذاب کا (سعید البیان ص ۱۳۷)

تتمہ مقامات قدم شریف :

پروفیسر محمد ایوب قادری دیوبندی نے "مخدوم جہانیاں جہانگشت کتاب لکھی ہے اس میں قدم شریف کی بحث بھی لکھی ہے اس میں اپنی دیوبندیت کو بھی گھسیڑا اور ساتھ ہی اس نے "مقامات قدم شریف" بھی لکھ دیئے ہیں، فقیر نے اس کی دیوبندیت وہابیت کی باتوں کا رد کر دیا ہے تا کہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو اور اس کے لکھے ہوئے مقامات بھی درج کر دیئے ہیں تا کہ ناظرین کتاب کا علمی اضافہ ہو۔

قدم شریف

دہلی میں لاہوری دروازہ کے جانب جنوب تقریباً ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر (علاقہ صدر متصل سرائے خلیل، عیدگاہ چھوٹی کھڑکی) قدم شریف کی درگاہ ہے دراصل یہ شہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ تغلق کی قبر ہے اس پر ایک پتھر نصب ہے اور اس پتھر پر ایک نقش قدم بنا ہوا ہے جس کا انتساب رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا جاتا ہے۔

مشہور ہے کہ یہ قدم شریف فیروز شاہ تغلق کے عہد میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت مکہ معظمہ سے دہلی لائے تھے۔ (واقعات دارالحکومت دہلی جلد دوم از مولوی بشیر الدین ۲ ۷ ۳ ۵ (آگرہ ۱۹۱۹ء) ہیں فتح خان کا انتقال ہوا تو یہ نقش قدم اس کی قبر پر لگادیا گیا اس کے بعد اس کے گرد مدرسہ و مسجد اور مکانات تعمیر ہوئے یہاں فیروز شاہ تغلق کے خاندان نیز دوسرے امراء ورؤساء کی قبریں ہیں۔

فتح خان کی قبر پر سنگ مرمر کا ایک چپٹا تعویذ نو فٹ لمبا، ساڑھے چار فٹ چوڑا، ڈیڑھ فٹ اونچا ہے اس کے بیچ میں تختہ سنگ قدم شریف ساڑھے تین فٹ لمبا اور ڈھائی فٹ چوڑا رکھا ہوا ہے، جس پر پورا نقش قدم مبارک ایک فٹ ۳ انچ لمبا اور ۸ انچ چوڑا نمایاں ہے۔ (لسٹ آف اینڈ ہندو مونیو مینٹس جلد دوم از مولوی ظفر حسن ص ۴ ۴ ۲ کلکتہ ۱۹۱۹ء و واقعات دارالحکومت دہلی جلد دوم ص ۸ ۳ ۵)

سنگ مرمر کے ٹکڑے پر لکھا ہے۔

لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ، محمد میر تحویل دار چینی خانہ عالمگیری۔

شاہی سنگ مرمر پر یہ تحریر ہے۔

رہے گم کناں رہنمائے محمد ہدایت دہندہ ہدائے محمد

خوش آں مدرسہ، منبر و بارگاہے کہ درد سے بباشد ثنائے محمد

شکستہ دلاں راشداں مرہمے دلِ درد منداں دوائے محمد

عرش گشته در ززہر پا اومسلم　　برآں کو شدہ خاکپائے محمد

منعم از سگاں سگ کوئے اویم　　شدہ شیرواں از گدائے محمد

عرف شیرواں خان ابن ریحان خاں حبشی ۔۔۔ بودہ بتاریخ بست وسویم ربیع الثانی ۱۰۸۲ھ ایں ابیاتہا در تحریر آوردو سنگ مرمر کے تالاب پر کندہ ہے۔

بر زمینے کہ نشانِ کف پائے تو بود　　سالہا سجدہ صاحب نظر اں خواہد بود

چہ یوسف در قدم گاہ محمد　　محجر　بتوفیق　دا ساخت

پے تاریخ اتمام بنایش　　شنیدم ہاتفے گفتہ بجا ساخت

ڈاکٹر وو گل نے ۱۹۰۸ء میں مندرجہ ذیل ایک اور کتبہ نقل کیا ہے۔ (کیٹالاگ آف دی دہلی میوزیم آف آر کیولاجی از ڈاکٹر وو گل ص ۴۴ (کلکتہ ۱۹۰۸ء)

"آبِ قدم الشرف محمد رسول اللہ" ۱۲۲۲ھ

یہ کتبہ سنگ مرمر کے ایک چھوٹے سے حوض کی ایک دیوار پر ہے اور اب یہ حوض عجائب خانہ (لال قلعہ دہلی) میں رکھا ہوا ہے۔

تنقید

قدم شریف کے متعلق تمام معاصر کتب تاریخ خاموش ہیں تاریخ فیروز شاہی (برنی) تاریخ فیروز شاہی (عفیف) سیر اس فیروز شاہی اور حضرت مخدوم کے مستند ملفوظات جامع العلوم، خزانہ جلالی، جواہر جلالی، مظہر جلالی، مقرر نامہ وغیرہ میں کوئی حوالہ نہیں ملتا، البتہ فتوحات فیروز شاہی ص ۲۳ میں ایک اشارہ ملتا ہے لیکن اس میں کوئی صراحت اس کے قدم نبوی ہونے یا حضرتِ مخدوم کے لانے کی نہیں ہے، نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں۔

(الفرع النامی ص ۴۲) یہ وہابی غیر مقلد ہے اس کے حوالہ کا کیا فائدہ (اویسی

غفرلہ) چونکہ جامع کتاب دیوبندی ہے اسی لیے اس نے اپنے ڈھب پر تنقید کی جو سراسر تعصب ہی ہے اویسی غفرلہ

می گویند که آثار شریف نبوی پائے مصطفوی که در دهلی است آورده ایشان (حضرت مخدوم) است لکن روایتے از حدیث صحیحه نزد محدثین ثابت نشده که در خور اعتماد و اعتبار باشد درحدیثے نیا مده که نقش پائے مبارك برسنگے چسپیدباشد۔

کہتے ہیں کہ آثار شریف نبوی میں سے قدم شریف جو دہلی میں ہے وہ ان کا (حضرت مخدوم) کا لایا ہوا ہے لیکن محدیثین کے نزدیک کسی صحیح حدیث میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ جس پر اعتماد واعتبار کیا جائے اور کسی حدیث میں نہیں آیا ہے کہ پائے مبارک کا نقش کسی پتھر پر آگیا تھا۔

ملاّ چور بانگا گواہ

جامع کتاب دیوبندی نے ایک وہابی کا حوالہ دے کر دوسرے وہابی کو گواہ بنایا اس طرح سے تو مسئلہ حل نہ ہوا، چنانچہ لکھا ہے۔

(علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) جلد اول مرتبہ محمد ایوب قادری ص ۲۳۶ (آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی ۱۹۶۰ء)

مفتی عبدالقادر رام پوری (ف ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء) نے بھی ان ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات وواقعات کو صحابہ کرام نے بڑے ذوق و

شوق و صحت سے محفوظ رکھا ہے مگر قدم شریف کے متعلق کوئی روایت نہیں ملتی، اگر ایسا واقعہ ہوتا تو اس کی روایت صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت سے منقول ہوتی اور یقیناً حد تواتر کو پہنچتی مگر ایسا نہیں ہے۔

تبصرہ اویسی :۔

وہابی نے جھوٹ بولا کہ قدم کے متعلق حدیث نہیں حالانکہ فقیر متعدد احادیث ذکر کر چکا ہے۔

قدم پر اختلاف :

سید احمد شہید کی تحریک کے زمانہ میں شاہ اسماعیل شہید وغیرہ نے بدعات کا رد کیا اس زمانہ میں قدم شریف کی صحت اور عدم صحت کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا ہوگا اسی لیے دو رسالے برہان محکم علی خذلان من نفی اثر القدم مولوی کریم اللہ (ف ۱۲۹۱ھ ۱۸۷۴ء کے اور سیف المسلول علی من انکر اثر قدم الرسول مولوی فرید الدین نے قدم شریف کی صحت کے متعلق لکھے اور ان رسالوں کے رد میں میاں نذیر حسین دہلوی (ف ۱۹۰۲ء) نے ۱۲۶۶ھ ۱۸۸۰ء میں ایک محققانہ رسالہ الدلیل المحکم فی نفی اثر القدم لکھا یہ رسالہ فخر المطابع دہلی سے ۱۲۶۷ھ / ۱۸۸۱ء میں طبع ہو چکا ہے، اس سلسلہ کی ایک کتاب الاستشفاع والتوسل بآثار الصالحین وسید الرسل مؤلفہ حافظ محمد عمر عرف سراج الحق بن مولوی فرید الدین ہے جو ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء میں خادم اسلام پریس دہلی میں طبع ہوئی ہے آثار الصالحین کے حوالے سے خان بہادر مولوی ظفر حسن (محکمہ

آثار قدیمہ دہلی) نے اپنی کتاب بیلسٹ آف محمڈن اینڈ ہندو مونیو منٹس میں سیر نامہ مولفہ احمد برنی کی روایت نقل کی ہے کہ بادشاہ فیروز شاہ نے اپنے مرشد مخدوم جہانیاں جہاں گشت کو خلعت خلافت لانے کے لیے مصر بھیجا وہ بڑے اعزاز کے ساتھ خلعت خلافت لائے خلیفہ نے ان کو قدم شریف بھی دکھایا، واپسی پر حضرت مخدوم نے فیروز شاہ سے قدم شریف کا ذکر کیا فیروز شاہ کو قدم شریف حاصل کرنے کا شوق ہوا اور اس نے حضرت مخدوم کو اس کے لانے کے لیے تیار کیا، حضرت مخدوم بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں تیرہ کروڑ تین لاکھ تنکوں کے تحائف لے کر خلیفہ کی خدمت میں پہنچے، خلیفہ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے نہ صرف قدم شریف دیدیا بلکہ اس کے :و خادم حاجی محمد اور حاجی شمس الدین کو بھی ساتھ کر دیا جب حضرت مخدوم قدم شریف لے کر آئے تو بادشاہ نے بیس میل سے استقبال کیا اور قدم شریف کو اپنی قبر میں لگانے کے لیے رکھا مگر ایک موقعہ پر اپنے پوتے فتح خان سے خوش ہو کر اس کو بخش دیا، بالآخر فتح خان کی قبر پر قدم شریف نصب ہوا، یہ واقعہ ۷۶۷ھ / ۶-۱۳۶۵ء کا بیان کیا جاتا ہے۔ (یہ روایت سب سے پہلے شجرہ سہرورد حالات سماء الدین دہلوی) از احمد خان اکبر شاہی تالیف عہد اکبری ۱۰۰۵ھ (ورق ۷ ۳ ب ۳۹ ل) میں مجاوروں کے حوالے سے نقل ہوئی ہے)

غلط تقریر:

تاریخی اعتبار سے یہ بیان طلسم ہو شربا کی داستان معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ تاریخ فیروز شاہی وغیرہ میں خلعت خلافت کا آنا بڑی وضاحت سے مرقوم

ہے حکومت کے تیسرے سال فیروز شاہ کو درگاہ خلافت سے منشور عطا ہوا، اس موقعہ پر اس نے جشن عام منا کر خوشی کا اظہار کیا (تاریخ فیروز شاہی (عفیف) ص ۱۹۴۔)

۷۵۴ھ / ۱۳۵۳ء میں المعتضد باللہ ابو بکر بن الحاکم نے شیخ شہاب الدین احمد صامت کے ہاتھ منشور روانہ کیا اور فیروز شاہ کو سیف الخلافت اور قسیم امیر المومنین خطابات عطا فرمائے (۳۔۴) سیرت فیروز شاہی ورق ۱۴۰ حوالہ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ص ۴۳۰) ۷۶۴ھ / ۱۳۶۲ء میں محمد ابو بکر المتوکل علی اللہ نے قاضی بہاء الدین اور خواجہ کافور کے ہاتھ ایک منشور بھیجا اس منشور میں یہ بھی مرقوم تھا کہ جس نے سید السلاطین فیروز شاہ کی فرمانبرداری کی اس نے گویا خدا اور رسول کی فرمانبرداری کی ۷۶۶ھ / ۱۳۶۴ء میں متوکل علی اللہ کی طرف سے ناصر الدین دوامدار خلیفہ اور اشرف الدین رفاعی کے ذریعہ ایک اور منشور آیا فیروز شاہ تغلق نے محمود شمس الدین کے ذریعہ دربارِ خلافت کو ہند پاکستان اوقاف، مساجد رباطات مدارس اور خوانق وغیرہ کے متعلق پوری تفصیل روانہ کی، ۷۷۱ھ /۱۳۶۹ء میں محمود شمس کے ساتھ قاضی نجم الدین قریشی اور خواجہ کافور بھی آئے اور خلیفہ کی طرف سے ایک وقف نامہ لائے یہ دربارِ خلافت سے تعلقات کی تاریخی حیثیت ہے ۷۶۷ھ /۶۔۱۳۶۵ء میں قدم شریف کا لانا بیان کیا جاتا ہے۔ (تذکرہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سخاوت مرزا ص ۱۱۱ (انسٹی ٹیوٹ آف انڈو مڈل ایسٹ کلچر اسٹڈیز، آئندہ حوالہ میں اس کو "تذکرہ مخدوم" لکھا جائے گا حیدر آباد دکن ۱۹۶۲ء) اس زمانے میں فیروز شاہ تغلق نے ٹھٹھہ پر تاخت کی تھی اور اس موقع پر حضرت مخدوم نے

مصالحت کے فرائض انجام دیئے تھے جس کی تفصیل پچھلے باب میں گزر چکی ہے، سیر نامہ کے مؤلف نے فتح خان کو فیروز شاہ کا پوتا لکھا ہے جو غلط ہے، فتح خان فیروز شاہ کا بیٹا تھا، ایک ہم عصر مورخ سے یہ غلطی عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔

مؤلف واقعات دارالحکومت دہلی نے شیخ عبد الحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) کے ایک وصیت نامہ اور خط کا حوالہ دیا ہے مگر ان چیزوں کی صحت کی سند بیان نہیں کی۔ (واقعات دارالحکومت دہلی جلد دوم ص ۵۴۰) اس کے بر خلاف شیخ عبد الحق نے حضرت مخدوم کے جو حالات اخبار الاخیار میں لکھے ہیں۔ ان میں قدم شریف کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ (عدم ذکر الشی وجود الشی کی نفی نہیں کرتا اویسی غفرلہ)

غلط جواب :

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی (ف ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۳ء) کا ارشاد ہے کہ قدم شریف کو محدثین صحیح نہیں جانتے ہیں۔ میں نے ہر چند اس کی سند کو تلاش کیا مگر نہ پایا (ملفوظات شاہ عبد العزیز اردو ترجمہ مفتی انتظام اللہ مولوی محمد علی ص ۷۱ پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز کراچی ۱۹۶۰ء)

قصیدہ بردہ میں قدم شریف کا پتھر میں اثر ہونا لکھا ہے مگر اثر کے دوسرے معنی بھی لیے جا سکتے ہیں۔ (ملفوظات شاہ عبد العزیز ص ۷۲)

حافظ محمد عمر عرف سراج الحق دہلوی نے اپنے مرشد حافظ عبد العزیز عرف مقبول احمد دہلوی کے ملفوظات و حالات ریاض الانوار کے نام سے دو جلدوں میں لکھے ہیں اس میں بھی قدم شریف کے متعلق خامہ فرسائی کی ہے۔ مگر بیان بالکل بے وزن اور پوچ ہے تاریخ و سیر سے ان کو کوئی سند نہیں مل سکی۔ (

ریاض الانوار جلد اول ص ۱۹۶ تا ۲۳۰) کسی کو سند نہ ملے تو اصل مسئلہ کا انکار نہیں ثابت ہوتا۔ (اویسی غفرلہ)

انقلاب ۱۹۴۷ء میں قدم شریف کا تمام علاقہ، مساجد، قبرستان، خانقاہ اور خاص قدم شریف کے وسیع دالان پر ہندو اور سکھ شرنارتھیوں نے قبضہ کر لیا تھا قبرستان میں مکان بنالیے ہیں اب ھی بعض مسجدیں ان کے قبضہ میں ہیں جن میں وہ بہ حیثیت مکان کے رہتے ہیں پختہ اور سنگ مرمر کی سیکڑوں قبریں مسمار کر دی گئی ہیں ۱۹۵۹ء میں قدم شریف کا دالان اور دو مسجدیں شرنارتھیوں سے حکومت ہند نے خالی کروا کے مجاوروں کے سپرد کی ہیں، قدم شریف اب فتح خاں کی قبر پر نہیں ہے بلکہ علیحدہ علیحدہ مجاوروں کے پاس رہتا ہے ۱۶ جولائی ۱۹۶۳ء بروز سہ شنبہ ہماری درخواست پر مجاوروں نے قدم شریف دکھایا سفید پتھر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جس میں قدم جیسا نشان ہے، قدم کی لمبائی ایک بالشت پانچ انگشت ہے اب وہاں کسی قسم کا کوئی کتبہ وغیرہ نہیں ہے اور اس تختہ سنگ قدم شریف کی وہ لمبائی اور چوڑائی نہیں جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

حاشیہ

۔ فقیر اویسی عرض گزار ہے کہ جامع کتاب کی مذکورہ بحث محض قدم شریف کو غیر معتمد ثابت کرنے سعی خام کی ہے لیکن اس سے یہ تو یقین ہو گیا قدم شریف کے وجود اور اسکی زیارت کا انکار سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی سے پہلے کسی کو نہ تھا اور یہ بات بھی یقینی ہو گئی کہ ان دونوں کی تحریک سے ہی قدم شریف کی بدعت اور وجود و عدم کے جھگڑے بپا ہوئے اور یہ بات بھی واضح طور پر میدان میں آگئی کہ عشاق ہر دور میں گستاخوں کی سرکوبی کے لیے سرکوبی میں ہوتے ہیں چنانچہ جب قدم شریف کے وجود و عدم اور جواز و عدم جواز اور بدعات کی بحث چل نکلی تو اہلسنت کے اکابر نے قدم شریف کے فضائل و برکات پر ضخیم رسالے لکھے اور وہابیوں کے سرغنہ میاں نذیر حسین اور اس کے شاگردوں نے انکار میں رسالے لکھے صدق اللہ تعالیٰ العلی العظیم)

کل حزب بمالدیہم فرحون

زیارت قدم :

ہندپاکستان میں متعدد جگہ قدم شریف کی زیارتیں قائم کررکھی ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں۔

(ا) خاص دہلی ہی میں جامع مسجد کے جو تبرکات ہیں ان میں بھی "قدم الرسول" موجود ہے، ایک پتھر پر ایک بالشت ۱۶ انگشت لمبا نشان ہے۔

۲۔ لاہور میں کوئی بزرگ حاجی جمیل مکہ معظمہ کی طرف سے یا ایران سے قدم شریف لائے تھے اور حاجی جمیعت نے ان قدموں کے لیے ایک گنبد بھی بنوایا تھا اب یہ قدم شریف مادھو لال حسین کے مزار کے سرہانے ایک گنبد میں نصب ہیں یہاں دونوں قدموں کے پنجوں کے نقش ہیں۔

(ملاحظہ ہو تحقیقات چشتی از نور احمد چشتی ص ۲۹۵۔۲۹۸ (حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور ۱۳۲۴ھ) وحدیقۃ الاولیاء از منشی غلام سرور لاہوری ص ۱۶۱ تا ۱۶۲) مطبع نامی نول کشور کان پور)

۴۔ آگرہ میں شاہ گنج اور سکندرہ کی پختہ سڑک پر قدم رسول کی درگاہ ہے جسے ۱۰۳۷ھ۔ ۱۶۲۷ء میں شاہجہان کے میر توزک خدمت پرست خان نے تعمیر کرایا تھا اس درگاہ کے نیچے حجرے مغربی ضلع میں مسجد اور باقی اضلاح میں مسجد اور باقی اضلاع میں دوہرے دالان ہیں درمیانی صحن مربع ہے اس میں ایک حوض اور درمیان میں قدم شریف کا ایک خوشنما مجر بنا ہوا ہے مجر کے وسط میں چبوترہ ہے، درمیان میں ایک پتھر پر قدم شریف ہے اس درگاہ سے متعلق کچھ وقت بھی ہے۔ (مرقع اکبر آباد از مولوی سعید احمد مارہروی ص ۱۶۷۔ ۱۱۸ (آگرہ ۱۹۳۱ء)

(۵) آگرہ میں محلہ چڑی مارٹولے میں یوسف شاہ کی مسجد ہے یوسف شاہ کے مزار پر بھی ایک خوش نما محراب کے اندر قدم شریف نصب ہے، محراب کے اطراف میں بخط نستعلیق یہ شعر کندہ ہے ۔

برز مینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد شد

(تاریخ اودھ جلد چہارم از حکیم نجم الغنی ص ۳۴۳ (نول کشور پریس لکھنو ۱۹۱۸)

(۶)۔ جے پور میں قدم شریف کی درگاہ ہے، ربیع الاول میں بارہ تاریخ کو بڑا اژدھام ہوتا ہے آج کل سلیم الدین صاحب مہتم ہیں۔

(۷) خیر آباد (ضلع سیتاپور) میں نصیر الدین حیدر کے زمانہ میں سمی مکادرزی نے چالاکی سے بڑا عروج حاصل کرلیا تھا لکھنو میں بڑی عالیشان عمارتیں بنوائیں خیر آباد میں پختہ حویلی دیوان خانہ امام باڑہ اور مسجد بنوائی اس کے ساتھ قدم رسول کی زیارت گاہ بھی بنوائی۔ (اخبار الصنادید جلد دوم از حکیم نجم الغنی خان ص ۲۱۱ (نول کشور پریس لکھنو ۱۹۱۸ء)

(۸) رام پور (یو۔پی) میں نواب کلب علی خان (ف ۱۸۸۷ء) کے زمانے میں قدم شریف کی ایک خوش نما عمارت تعمیر ہوئی، حکیم نجم الدین الغنی رام پوری لکھتے ہیں۔

جب ایک نشان قدم، پتھر پر آنحضرت ﷺ کے قدم شریف کے نام سے ان (نواب کلب علی خان) کو ملا تو اس کو نہایت کے ساتھ بے نظیر کے متصل ایک مذہبی زیارت کے طور پر قائم کیا اور اس کی خوشنما عمارت تیار ہو کر ۱۶

محرم ۱۲۸۹ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۸۷۲ء کو منگل کے دن اس کی رسم افتتاح ادا کی گئی، محدثین کو اس بات میں اختلاف ہے کہ آنحضرت سے کوئی ایسا معجزہ ظہور میں آیا ہے یا نہیں، سیرت شامی میں معجزہ قدم کا انکار ہی کیا ہے، ایک بار وہ قدم نواب صاحب کے عہد میں چوری بھی کیا گیا تھا، جو بہت سی کوششوں کے بعد دستیاب ہوا جب سے نواب صاحب نے انتقال کیا ہے قدم شریف کا بھی چرچا گھٹ گیا"

باغ بے نظیر کے پاس یہ عمارت تعمیر ہوئی ہے اس پر "یثرب ہندوستان ۱۲۸۸ھ" تحریر ہے یہ قدم شریف صرف ایک بالشت لمبا ہے۔

(۹)۔ رام پور میں شاہ بغدادی عبداللہ (شاہ بغدادی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو تذکرہ کاملان رام پور از احمد علی خان ص ۸۲۔ ۸۴ دہلی ۱۹۲۹ء) ف ۱۲۰۷ھ ۹۲۔۱۷۹۱ء کے مزار پر بھی ایک قدم رسول نصب ہے اس کی لمبائی ایک بالشت ۷ انگشت ہے۔

(۱۰)۔ رام پور میں ایک قدم شریف شاہ درگاہی (شاہ درگاہی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو تذکرہ کاملان رام پور ص ۱۲۴ تا ۱۲۷) (ف ۱۲۲۶ھ / ۱۸۱۱ء کی درگاہ میں بھی ان کے سرہانے والے حجرے کے ایک طاقچے میں نصب ہے یہ قدم شریف دو بالشت لمبا ہے۔

(۱۱)۔ کٹک (صوبہ اڑیسہ) میں بھی ایک زیارت گاہ قدم رسول کے نام سے ہے جو عالمگیر ثانی کے عہد میں ۱۱۶۹ھ / ۵۶۔۱۷۵۵ء میں تعمیر ہوئی تھی اس کے دروازہ پر یہ تاریخ درج ہے۔

بارگاہ خدیو دو جہانی
پناہ عالم انسی وجانی

مرتب گشت نوبت خانه دیں   بعہد شاہ عالم گیر ثانی
چو فرزند مصالح دین محمد   که دیدار علی نامش بدانی
بدرگاه نبی ایں قصر آراست   خدا حاصل کند مقصود جانی
سوال سال تاریخش چو کردم .   سروش غیب گفت از مہربانی
چو طل کفررا سر شکنی ازو ہے   زنوبت خانه دیں سال خوانی

(۱۲)۔ قصبہ آنولہ (ضلع بریلی) کے ایک شخص حافظ امیر الدین عہد جوانی میں روپوش ہو گئے تھے غالباً ۱۹۴۲ء میں بڑھاپے میں صوفی و عامل بن کر واپس ہوئے وہ اپنے ساتھ ایک قدم شریف لائے تھے، جمعرات کو زیارت قدم شریف ہوئی تھی، نذر اور چڑھاوے شروع ہو گئے تھے، دو تین سال ہی میں ان کا انتقال ہو گیا معلوم نہیں پھر اس پتھر کا کیا ہوا۔

(۱۳)۔ دیوبند (ضلع سہارنپور) میں پیر جی زاہد حسن ولد شیخ ریاض احمد کے یہاں ایک قدم شریف ہے جو ان کو نمبر داد عبد الشکور ٹانک ساکن موضع رسول پور سے ملا ہے۔ اس کی لمبائی ایک بالشت ساڑھے چھ انگشت ہے، ہر انگلی علیحدہ علیحدہ کھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے انگوٹھے کے قریب والی انگلی انگوٹھے سے بڑی ہے، دوسری جگہ یہ بات نہیں ہے دیوبند کا یہ قدم شریف بھی زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔

آنولہ، دیوبند، رام پور، دہلی اور لاہور کے قدم شریف ہم نے خود دیکھے ہیں لمبائی چوڑائی، انگلیوں کی ساخت، نقش کی گہرائی، پتھروں کے اقسام کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اور زبان حال سے اپنے جعلی و وضعی ہونے کا اعلان کر رہے ہیں (آپ کا جوتا ایک بالشت دو انگل تھا تلوے کے

پاس سے سات انگل چوڑا تھا) شمائل ترمذی ص ۴۱۲) افسوس کہ امت مسلمہ جو دنیا میں توحید کی سب سے بڑی مبلغ اور علم بردار تھی آج قدم کے نقوش و آثار کے پرستش میں مبتلا ہے۔

قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید تلاش کی جائے تو ہندو پاکستان کے اکثر مقامات پر اور قدم شریف ملیں گے جن کی کوئی اصل نہیں ہے بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم شریف بھی زیارت گاہ بنے ہوئے ہیں ایسی ہی ایک زیارت دہلی میں ہے جو "شاہ مرداں" کہلاتی ہے کربلا کے احاطے سے آگے ایک بہت بڑا فصیل نما احاطہ ہے جو "شاہ مردان یا علی گنج کے نام سے مشہور ہے" کے عہد سلطنت میں اول نواب بائی اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا، شیعہ مذہب تھیں ۱۱۳۷ھ / ۱۷۶۸ء میں ان کے پاس ایک پتھر آیا جس پر حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک کا نقش بیان کیا گیا۔ نواب قدسیہ بیگم نے اس نقش قدم کو سنگ مرمر کے ایک حوض میں نصب کرایا ۱۱۶۲ھ / ۱۸۶۸ء میں جاوید خاں خواجہ سرا کے اہتمام سے چار دیواری مجلس خانہ، مسجد اور حوض تعمیر ہوئے پھر ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء میں عشرت علی خان نے مجلس خانہ بنوایا، مجلس خانہ کی پیشانی پر سنگِ مرمر کی تختی پر یہ کتبہ نصب ہے۔

قال محمد حبیب اللہ "انا مدینۃ العلم وعلی بابہا" در عہد مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی بموجب ارشاد نواب قدسیہ حضرت صاحبہ زمانیہ باہتمام نواب بہادر جاوید خاں صاحب بسر براہے خاکسار لطف علی خان تعمیر قلعہ و مجلس خانہ و مسجد و حوض در یک سال مرتب شد" ا۔

میں اس سے قبل بھی قدم شریف حضرت علی کی درگاہ تھی جس کی تعمیر عہد

جہانگیری کے ایک شیعہ امیر موسوی خان نے کرائی تھی ممکن ہے کہ اسی عمارت کو ادھم بائی نے از سر نو ترقی دی ہو۔ ۲ے

حضرت علی سے منسوب ایک قدم شریف اوچ میں بھی ہے جو ایک بہت بھاری پتھر ہے، تقریباً دو فٹ لمبا چھ فٹ چوڑا اور ۱فٹ گہرا اگڑھا ہے اس پتھر کے متعلق بھی مشہور ہے کہ اس کو حضرت مخدوم لائے تھے۔ ۳ے حضرت مخدوم کے مقبرے کے پاس کوٹھری میں یہ پتھر رکھا ہوا ہے اس کوٹھری کے دروازے پر تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنہ ۱۳۳۰ھ

تاریخ عمدہ از سر نو

دریں روضہ پاک شیر جلی　　مبارک قدم است مولا علی

مرمت شدہ درزمان شاہ دیں

شہو بہا ر گرامی ولی

ببین فیض در روضہ عنبر سرست

شغل است است نہ ذکر علی و نبی

کتاب مخدوم جہانیاں جہانگشت صفحہ ۲۱۰ تا ۲۲۴

۱ے اس سے آپ کے قدم مبارک کی لمبائی چوڑائی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۲ے واقعات دار الحکومت دہلی حصہ سوم ص ۶۰۔۶۱

۳ے ذخیرۃ الخوانین از شیخ فرید بھکری ورق ۴۱ (قلمی) پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی لائبریری کراچی) ۴ے تاریخ اوچ

آخری گزارش

فقیر اویسی غفرلہ نے قدم شریف میں جامع بحث عرض کی ہے تاکہ عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تازگی نصیب ہو، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فقیر کی یہ مختصر محنت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے عوام کے لیے مشعل راہ ہدایت اور فقیر اور ناشر کے لیے توشہ یومِ آخرت بنائے (آمین)

ھٰذا آخر مارقمہ قلم

الفقیر القادری ابی الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۳ شوال ۱۴۲۰ھ (بہاولپور پاکستان)

۳۱ جنوری ۲۰۰۰ء بروز سوموار شریف بعد صلوۃ الظہر

فصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین